سوال

(511) بلیک مارکیٹ جائز نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید امام مسجد ہے اور پابند شریعت ہے وہ اپنا کوٹہ، (کھانڈ، تیل یا کپڑا وغیرہ) اپنے کارڈ پر حاصل کر کے ذیادہ قیمت پر فروخت کر دیتا ہے جب لوگوں نے اس سے کہا کہ ایسا کرنا قانون مروجہ کی روسے جرم ہے تو اس نے کہا کہ جرم ہے تو ہو لیکن شریعت نے تجارت کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بھی تجارت ہے اب سوال یہ ہے کہ زید کا یہ جواب کہاں تک درست ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قانون مروجہ کے خلاف بلیک کرنا حرام ہے حدیث شریف میں مذکور ہے

الاثم ما حاک فی نفسک و کرہت ان یطلع علیہ الناس

''یعنی گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو برا سمجھے کہ لوگوں کو خبر ہو'' یہ حدیث بلیک پر صادق آتی ہے مگر بلوہ عام ہے (۱۵ رمضان ۱۳۲۵ء سـمہ)

تشریح

(از حضرت العلام مولانا ابو سعید شرف الدین صاحب محدث دہلوی)

سوال :۔ جب اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قیمت سے چاہے بیچے تو پھر بلیک بیچنا کیوں نا جائز ہوا جب کہ تراضی طرفین بھی ہو اور کنٹرول کا کیا اعتبار ہے یہ تو حکومت غیر مسلمہ کا ہے اور تسعیر تو جائز نہیں اور وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا میں بلیک کیوں نہ داخل ہو، بینوا توجروا۔

الجواب :۔ اقول بحول اللہ و توفیقہ وہو الہادی الی الصواب

بیع بلیک یعنی چور بازاری جائز نہیں قطعاً حرام ہے وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا میں ہر گز داخل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ بیع شرعی میں کسی شخص کا اور کے مال میں کسی قسم کا تصرف

مطلقا جائز نہیں تاوقتیکہ اس بیع یا دیگر تصرفات میں شرعی اجازت نہ ہو اس لئے کہ ازروئے شرع ہر قسم کے تصرف خصوصاً بیع میں اس کے ارکان و شروط ترک و موانع کا ہونا بھی لازم ہے اور تراضی طرفین تو اشیاء ستہ منصوصہ فی الربا کی بیع بصورت عدم مساوات بھی عہد نبوی میں ہوتی تھی مگر پھر بھی حدیث نبوی میں اس کی حرمت کتب صحاح ستہ میں موجود ہے ایسے اور بھی کئی ایک قسم کی بیوع میں باوجود تراضی طرفین کے حرمت ثابت ہے جو علماء ربانیین پر مخفی نہیں اور تراضی طرفین تو قمار یعنی جوئے میں بھی ہوتی ہے اس لئے عہد نبوی میں قدرۃ جو قحط سالی ہوئی تھی وہ عرف عام ہو گیا تھا اور ظاہر علانیہ تھا چور بازاری نہ تھی اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اندزانی کی درخواست کی یعنی تسعیر وکنٹرول کی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قدرتی عرف عام کو نہ توڑا نرخ مقرر نہ کیا آپ کا نہ توڑنا بالکل صحیح تھا اور زمانہ حال میں جو حکومت غیر مسلمہ نے کنٹرول کیا ہے وہ عرف عام کے درہم برہم ہونے کے بعد کیا ہے اور اب مجبوراایسی عرف عام ہو گیا ہے اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا تو رہا نہیں پھر اگر اس پر بھی عمل نہ کیا جائے گا تو بلیک والوں کا ظلم حد سے زائد گرانی عوام الناس کی حق تلفی و محرومی اور تکلیف شدید ہوگی جس سے نظام صالح کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہے لہذا ایسی حکومت کا مقرر کردہ نرخ مجبوراً عرف عام قرار پائے گا اور نسبتاً بلیک سے اس میں رفاہ عام بھی ہے اور نسبتاً عرف عام کے قدرے قریب بھی ہے لہذا اسی کا اعتبار ہوگا اور عرف عام وہ ہوتا ہے جو ہر شخص مسلم ، غیر مسلم صالح غیر صالح سب میں بلا کسی اعتراض کے مروج ہوتا ہے اور ظاہر و علانیہ ہوتا ہے چوروں اور ڈاکوؤں کے معاملہ کی طرح چھپ کر نہیں ہوتا جیسے کہ بلیک والے کرتے ہیں لہذا بلیک عرف عام نہیں ہو سکتی پس ناجائز و حرام ہوگی اب بلیک یا چور بازاری کے موانع یا اس کے ابطال کے دلائل ملاحظہ ہوں ۔

دلیل اول :۔ یہ کہ اس میں چوری ہوتی ہے اور اس کا نام ہی چور بازاری ہے جو گناہ ہیں اور اگرچہ وہ بعض اہل کاروں کو رشوت سے کردن وہاڑے بلیک کرتے ہیں وہ اہل کار بھی حکومت کے چور ہیں اور رعایا و عوام الناس کے بھی چور کہ ان کا حق کاٹ کر گرانی شدید سے دوسروں کے دیتے ہیں اور غرباء بے چارے محروم رہ جاتے ہیں ان کو کہا جاتا ہے کہ مال ہی نہیں آیا اور ردی مال کتنے کا کفن ان کو دکھاتے اور دیتے ہیں حالانکہ اچھا مال دکان میں کافی ہوتا ہے اور چوری کرنا حرام و ممنوع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے

،

لا یسرق السارق حین یسرق وہو مؤمن

(صحیح بخاری و مسلم و مشکوۃ نمبر ۹)

یعنی چور چوری کرتے وقت ایماندار نہیں رہتا ،

دلیل دوم :۔ یہ کہ اس میں جھوٹ بولا جاتا ہے کہ حکومت سے کنٹرول نرخ پر بیچنے کے لئے مال لاتے ہیں اور پھر اس کے مطابق نہیں بیچتے تو ایک جھوٹ تو حکومت کے سامنے بولا دوسرا یہ کہ جب غرباء و عوام الناس کنٹرول نرخ پر مال لینے آتے ہیں تو ان کو کہہ دیتے ہیں کہ مال نہیں آیا یا بک گیا حالانکہ مال دوکان میں کافی ہوتا ہے جس کو وہ بلیک کرتے ہیں تیسرا جھوٹ یہ کہ کوئی تفتیش کے لئے آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم بلیک نہیں کرتے کنٹرول ریٹ پر ہی بیچتے ہیں اور جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے اور بحکم

یَٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِیدًا ۔ ٧٠ سورۃ الأحزاب

''اللہ سے ڈرو اور بات پکی سچی کہو'' سچ بولنا فرض اور جھوٹ بولنا حرام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اصدقوا اذا حدثتم رواہ احمد والبیهقی (مشکوۃ ص ۴۰۸)

جب بولو سچ بولو صیغہ امر وجوب کے لئے ہے لہذا سچ بولنا فرض اور ترک فرض حرام قطعی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جھوٹ بدکاری اور بدمعاشی کا راستہ دکھاتا ہے اور بدکاری و بدمعاشی دوزخ کی راہ دکھاتی ہے (صحیح بخاری و مسلم مشکوۃ نمبر ۴۰۴) پس بلیک والے دوزخ کی طرف چلتے ہیں ،

دلیل سوم :۔ بیع بلیک میں عہد شکنی بھی ہوتی ہے کہ حکومت سے کنٹرول نرخ کا عہد کر کے مال لاتے ہیں اور پھر عہد توڑ کر کنٹرول نرخ پر نہیں بیچتے اور بلیک بیچتے ہیں یعنی ایسی شدید گرانی سے بیچتے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے مال کیا بیچتے ہیں لوگوں کو لوٹتے ہیں اور بحکم قول باری تعالی وَأَوْفُوا۟ بِٱلْعَهْدِ ۖ إِنَّ ٱلْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔولًا ٣٤ سورۃ الإسراء عہد کو پورا کرنا فرض ہے اور ترک فرض اور عہد شکنی ممنوع اور حرام قطعی ہے ، بلکہ بحکم حدیث نبوی گناہ کبیرہ و نفاق و بے ایمانی ہے ،

(صحیح مسلم، مشکوۃ)

دلیل چہارم :۔ اس میں خیانت وعوام الناس کی حق تلفی ہے کہ حکومت نے عوام وغربا وغیرہ کےلئے کنٹرول نرخ پربیچنے کےلئے ان کومال دیا تھا اوربلیک والے ان کا حق کنٹرول نرخ پران کونہیں دیتے دوسروں کوبلیک بیچتے ہیں یہ کام بھی حرام وناجائزاورنفاق ، دبے جیساکہ حدیث نبوی میں ہے ، (صحیح بخاری ومسلم) ۔

دلیل پنجم :۔ اس میں رشوت کالین دین بھی ہوتا ہے بلیک والے حکومت کے اہل کاروں کورشوت دے کرمال زایدلاتے ہیں یا بہ سبب رشوت دینے کے بے دھڑک بیچتے ہیں یا پکڑے جانے پررشوت دے کرچھوڑتے ہیں اوررشوت سے بعض فرضی پرمٹ بناکربلیک کرتے ہیں اوررشوت دینے والااوررشوت لینے والا بحکم حدیث شریف نبوی دونوں ملعون ہیں ،

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرتَشِيَ (رواہ ابوداؤدوالترمذي وابن ماجہوغیرہم (مشکوۃ نمبر۳۱۸)

یعنی ''آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رشوت لینے والے اوررشوت دینے والے دونوں پرلعنت فرمائی ہے ۔''

دلیل ششم :۔ اس میں احتکارہے جس کا معنی مطلقاً اشیائے خوردنی دنوشیدنی دپوشیدنی وغیرہ ضروریات زندگی ومدارزندگی جس کے عدم یاقلت شدیدوگرانی شدیدسے انسان کی زندگی تلخ وبربادہوجائے اوران کوبوقت ضرورت گراں بیچتا ہے اورمویشی وغیرہ جانوروں کی زندگی کی ضروریات چارہ وغیرہ بھی اس میں شامل ہے بلکہ ایسے زمانے میں کاغذبھی اس میں داخل ہے جوقرآن مجیدوحدیث شریف اوردیگرکتب دینیات ، تفاسیروشرح احادیث وغیرہ کے کام آتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے کہ دین پرروحانی زندگی کادارومدارہے اور دین کاقرآن وحدیث ودیگرکتب دینیہ پراوروہ کاغذپرچھپتے ہیں قاموس میں ہے ،

الحکرالقلم واسارۃ المعاشرۃ احتکري احتبس انتظارالغلایۃانتھی

حاصل یہ کہ حکرہ یااحتکارکا معنی ظلم رکسی کی حق تلفی یاحق کی کمی ومعاشرت وبرتاؤمیں بدمعالگی ہے ، اورآگے جوحدیث میں بدمعالگی ہے اورآگے جوحدیث میں اس کاذکرہے اس میں مطلب یہ ہے کہ اشیاءمذکورکوروک کرشدیدگرانی سے بیچناجس سے انسانی زندگی تلخ وبربادہوجائے ، اوراحتکارمذکورفی الحدیث طعام کے ساتھ مخصوص نہیں جیساکہ بعض علما کاخیال ہے اس لئے کہ حدیث نبوی عام ہے ،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ (رواہ مسلم وفی روایۃ سنن ابن ماجہاالمحتکرمجون انتھی ، (مشکوۃ ص۳۴۲و۲۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایاہے کہ احتکارکرنے والایعنی اشیائے ضروریہ انسانی زندگی کوروک کرگرانی سے بیچنے والاگنہ گاروملعون ہے ، دوسری حدیث اس سے بھی عام ہے ،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ مَن دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَسْعَارِ الْمُسْلِمِينَ لِيُغْلِيَهُ عَلَيْهِمْ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَقْذِفَهُ فِي مُعْظَمٍ مِنَ النَّارِ انتھی اخرجہ (ابوداؤدالمطیالسی والامام احمدفی مسندیہماوالطبرانی فی الکبیروالحاکم فی امستدرک والبیہقی فی سنن الاقوال والافعال (جلد۶نمبر۲۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا!جوشخص مسلمانوں کی اشیاء کی خریدفروخت کے (قال اصحابنا احتکارالمحرم ہوالاحتکارفی الاقوات خاصۃ واماغیرالاقوات فلایحرم احتکارفیہ بکل حال ، (نوری نمبر۳۱) .

نرخوں میں دخل دے گاتاکہ ان پرگرانی کرے مقراللہ تعالی اس کوالٹاکرکے دوزخ میں ڈالے گااسعارالمسلمین میں اضافۃالجمع الی الجمع المحلی بالام ہے جومفیداسغراق ہے نیز "شیئ" بھی تنکرہ ہے جس سے عموم کی تاکیدہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہرقسم کی مسلمان کی اشیاءضروریہ زندگی کی خریدوفروخت کے نرخوں میں دخل دے کرگرانی کرنے والا

خواہ وہ اشیاء از قسم طعام ہوں یا غیر طعام الٹا کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا یعنی بلیک بیچنے والا، ایسے ہی ایک اور حدیث بھی عام ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم من احتکر حکرۃ یرید ان یغالی بہا علی المسلمین فھو خاطئ انتہی رواہ الحاکم فی المستدرک ذکرہ الحافظ وسکت عنہ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۴۵)

جو شخص اشیاء ضروریہ کو مسلمانوں پر گرانی کرنے کے ارادے سے روکتا ہے وہ گنہ گار ہے، یہ تمام حدیثیں ہر قسم کی اشیاء کے احتکار مین عام ہیں اور قیاس سے بھی احتکار کا معنی عام ثابت ہو چکا ہے تو اب بعض علماء کا احتکار کو طعام کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ان کا استدلال بعض روایات میں طعام کے ذکر سے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تنصیص ہے تخفیص نہیں جس کی تحقیق نیل الاوطار جلد ۵ ص ۸۷ میں ہے کہ اس قسم کی تنصیص و تصریح سے تخفیص و تنقید کا خیال مفہوم لقب ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک معتبر نہیں جیسا کہ اصول حدیث میں مصرح ہے انتہی نیز اگر طعام کے ساتھ احتکار کو خاص کیا جائے تو پھر اوپر کی اسعار المسلمین والی حدیث کے ساتھ تعارض واقع ہو گا لہذا تطبیق یا توجیہ یہی ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تنصیص ہے تخصیص نہیں، کما فی نیل الاوطار

پس ثابت ہوا کہ طعام کے ساتھ احتکار کو مخصوص کرنا حدیث نبوی و جمہور محدثین واصول حدیث کے خلاف ہے اور وہ بلیک بالکل احتکار ہی ہے جو آج کل چاول، چینی، گیہوں اور اس کے آٹے، سوت کپڑے اور کاغذ وغیرہ میں ہو رہا ہے بالکل حرام ہے شریعت کا اصل منشا احتکار سے منع کرنے کا یہ ہے کہ عوام الناس کو زندگی کی ضروریات کے عدم یا قلت سے تکلیف نہ ہو کہ جس سے ان کی زندگی برباد یا تلخ ہو جاوے اور نظام صالح کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہے چنانچہ اس امر کا ذکر دلیل ہفتم میں آئے گا اور جیسے کہ طعام کی بندش یا قلت و گرانی میں لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی سوت کپڑے کا غذ ادویہ وغیرہ ضروریات زندگی کے عدم یا قلت میں ہوتی ہے لہذا ان کل اشیاء میں بلیک حرام ہے۔

دلیل ہفتم :۔ ہر قسم کی اشیاء ضروریات زندگی کی بلیک میں مسلمانوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہوتا ہے جو بحکم حدیث نبوی ناجائز و حرام ہے،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم من یشاقق یشقق اللہ علیہ یوم القیمۃ انتہی (صحیح بخاری ج ٦ ص ١٠٥٩)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر مشقت ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو مشقت میں دالے گا یہ وعید شدید بلیک کی حرمت میں بین دلیل ہے۔

دلیل ہشتم :۔ بلیک میں فریب، دغا بازی، جعل سازی اور دھوکہ بازی بھی ہوتی ہے کہ فرضی پرمٹ بنا کر دھوکہ دے کر مال وصول کر کے بلیک کرتے ہیں جو بحکم حدیث نبوی حرام و ناجائز ہے

قال رسول اللہ علیہ وسلم من غش فلیس منا اخرجہ (الترمذی فی جامعہ وقال حسن صحیح ، (ترمذی ص ۱۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی مجھ سے اور میری امت سے الگ ہے پس یہ بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا

ملعون من ضار مؤمنا او مکربہ (رواہ الترمذی مشکوۃ ص ۳۴۰) یعنی جو شخص کسی مومن کو ضرور پہنچاتا ہے یا اس کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے وہ ملعون ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

المؤمن غر کریم والفاجر خب لئیم رواہ ابوداؤد والترمذی والحاکم (جامع صغیر نمبر ۸۳)

مومن بھولا اور شریف المطبع ہوتا ہے سخی یا مروت ہوتا ہے اور بد معاش دھوکہ باز بخیل، یہ حدیثیں بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہیں کہ بلیک کرنے والا دھوکہ بازی کرتا ہے،

دلیل نہم :۔ بلیک میں حدیث نبوی

الدین النصیحہ للہ ورسولہ ولا المسلمین دعامتھم انتھم (صحیح بخاري نمبر ۱۳ جلد ۱)

کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث میں مسلمانوں کی خیر خواہی و بھلائی کی تعلیم ہے اوربلیک میں مسلمانوں کی بدخواہی وتکلیف اور حق تلفی ہے لہذا حرام ہے ۔

دلیل دھم :۔ بلیک میں حدیث نبوی

لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ (صحیح بخاري ص ٦ ج ١)

کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ وہ مسلم بھائی کےلئے وہ امر پسند نہ کرے جواپنے لئے پسند کرتا ہے اوربلیک والااپنےلئے بھلائی وسرمایہ داری چاہتا ہے اور دوسرے مسلم بھائی کےلئے بدخواہی اوراس کا مال لوٹنا ، لہذانا جائز وحرام ہے ۔

دلیل یازدہم :۔ حدیث نبوی میں ہے ،

الاثم ماحاک فی صدرک وکرہت ان یطلع علیہ الناس (رواہ مسلم مشکوۃ ص ۴۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا گناہ وہ ہے جس کا تیرے سینے میں کھٹکا وشبہ گذرے اورلوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھ کوناگوارگذرے اوراسلام کے مدعی کواس کے عدم جواز کا شبہ ضرور ہوتا ہے اوراگر بالفرض یہ بھی نہ ہوتولوگوں کا اس پر مطلع ہوناجن سے کہ وہ بلیک والاچھپاتا ہے خصوصاً تفتیش کرنے والوں سے توضرور ہی اس کوناگوار ہوتا ہے اس سے توانکار ہو ہی نہیں سکتا لہذا یہ گناہ اورناجائزوحرام ہے ،

دلیل دوازدہم :۔ یہ کہ شریعت اسلامیہ میں بیع وشراء میں کتاب وسنت کے عموم یاخصوص کا اعتبار ہے یا عرف عام کا قال اللہ تعالی وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ ۔(پ ۹ ع ۱۴) اور صحیح بخاری میں ہے

باب من اجري اموالامصار علی مایتعارفون بینھم فی البیوع والاجارۃ والکیل والوزن وسنتھم علی نیاتھم ومذاہبھم المشہورۃ ۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم لہنذخذي مایکفیک وولدک بالمعروف وقال اللہ تعالی من کان فقیرافلیا کل بالمعروف انتھی ملخصا (ج ا ص ۲۹۴)

خلاصہ یہ کہ بیع وشرا وغیرہ معاملات کا مدارواعتبار کتاب وسنت یا عرف عام پر ہے اوریہ سبب اوامذکورہ بالا بلیک نہ کتاب وسنت کے مطابق ہے نہ عرف عام کے بلکہ ان کے مخالف ہے اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا توقطعاً نہیں اورنہ ہی عرف عام حال کا ہے جو یہ سبب کنٹرول حکومت کے مجبوراعرف عام ہوگیا ہے اس لئے صرف صرف عام اعلانیہ وظاہر ہوتا ہے اوربلیک چھپ کرچوری سے ہوتی ہے لہذا یہ عرف عام نہیں ہوسکتی ہے پس حکومت کا نرخ مجبوراً عرف عام ہوگا اس لئے اگر یہ بھی نہ ہوگا توپھر اورکیا عرف عام ہوگا اورپھر بلیک حرام ہوگی ،

دلیل سیزدہم :۔ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ (پ ۲)

لوگوایک دوسرے کے مال کوآپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ ، باطل کا طریقہ بڑا وسیع ہے اوراوپر ثابت ہوچکا ہے کہ بلیک امرباطل ہے لہذانا جائزوحرام ہے ،

دلیل چھاردہم :۔ اولہ مذکورہ بالایعنی براہین شرعیہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ بلیک ناجائزوحرام ہے توبحکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دع مایریبک الی مالایریبک اخرجہ (الترمذي)

وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس امرمیں تم کوشک اورقلق ہواس کوچھوڑکریقینی امرپر عمل کرواب کوئی بالکل ہی سیاہ قلب ہوگا کہ جس کا دل مسخ ہوگیا ہوگا ہی

بلیک میں شبہ نہ کرے گا کہ شیطان کا اس پر پورا قبضہ ہے ورنہ مسلم کو ضرور کم از کم وہ دل میں کھٹکتی ہے لہذا حرام ہے اور اس کا چھوڑنا فرض دواجب ہے ہذا واللہ اعلم (۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء سنہ)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 458

محدث فتویٰ